طرق ذکاۃ کا فقہی تصور:ایک تجزیاتی مطالعہ

Ways of Slaughtering in Islam According to Juristic Opinion: An Analytical Study

1-Aqsa	2- Aqeel Ahmed
Ph.D Research Scholar, Sheikh Zayed Islamic Center University of Punjab, Lahore	Ph.D Research Scholar, Sheikh Zayed Islamic Center University of Punjab, Lahore
Email: :aqsatariq44@gmail.com	Email: aqeel3366@gmail.com

To cite this article:
Aqsa , Aqeel Ahmed (2021). urdu
طرق ذکاۃ کا فقہی تصور:ایک تجزیاتی مطالعہ
Ways of Slaughtering in Islam According to Juristic Opinion: An Analytical Study
Albahis: Journal of Islamic Sciences Research, *1*(2), 1–13. Retrieved from https://brjisr.com/index.php/brjisr/article/view/14

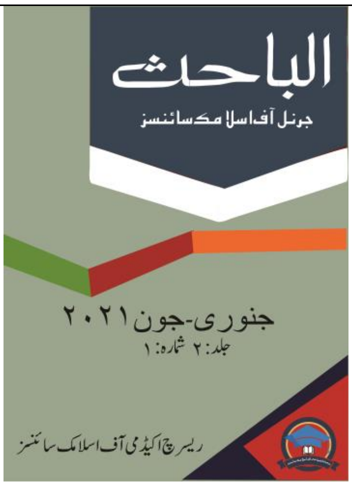

Attribution-NonCommercial-ShareAlike 4.0 International (CC BY-NC-SA 4.0)

OPEN ACCESS

طرق ذکاۃ کا فقہی تصور: ایک تجزیاتی مطالعہ

Ways of Slaughtering in Islam According to Juristic Opinion: An Analytical Study

Abstract:

Islamic dietary laws determine which foods are permitted and prohibited for Muslims. Halal is a very important and integral part of religious observance for all Muslims. It is their religious obligation to consume only halal food. Hence, halal constitutes a universal standard for a Muslim to live by. Meat that has not been slaughtered according to Islamic pre scrimptions. The animal must be slaughtered by a sane adult Muslim by cutting the throat quickly with a sharp knife. The name of Allah must be invoked while cutting. The halal method is the Muslims' religious- humane method of slaughtering animals and birds for food. Religious slaughter is a major current animal welfare issue. The Muslim method of Halal and the ruling of Zabheeha and slaughtering is clearly mentioned in the interpretation of the Quran, Hadith and Fuqaha-e-Kiram also has explained these Ahkam with complete detail. Following restraint, slaughter is carried out by a transverse incision of the neck to achieve instant and copious exsanguination. Rapid and maximum blood loss is crucially important because consumption of blood is forbidden. So there is a concept of Zibh and slaughtering in Islam and there is some obligations and code of conduct for this in Islam. The subject of halal food, including meat and meat products, is thus

of central importance to Muslims. There are many issues involved that demand the community's greater Attention, including a growing focus on the ethical aspects of meat production. However, there is more to the halal industry than simply food and meat production. Halal issues touch many areas of Muslim life. The range of halal Regulation extends to foods, and many other different items. Industry is driven by the market realities of supply and demand, but effective regulation, ethical production, and a better understanding of Islamic principles are also vital. As a Muslim we must fulfil the requirements of Sharia regarding Zabeeha and also to know and apply the sops of zabeeha in Islam.

Keywords: Halal, Haram, Slaughter, Jurisprudential Opinions, Slaughterer

تعارف:

اسلام دین فطرت ہے بنظر غائر دیکھا جائے تو روحانیت کا سر چشمہ ہونے کے ساتھ ساتھ یہ ہماری مادی فلاح اور بدنی صحت کے لئے بھی ایک بہترین اور مکمل ضابطہ حیات ہے۔ اسلام کی امتیازی خصوصیات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس نے حلال و حرام کے تفصیل کی اچھی طرح کھول کر بیان کر دیا ہے۔ اس نے مسلمانوں پر ایسے جانوروں کا گوشت حرام ٹھرایا ہے جو انسان کی جسمانی صحت اور روحانی اقدار کے حوالے سے ضرر رساں ہے اور ایسے جانوروں کا گوشت حلال ٹھرایا ہے جو نہ صرف روحانی طور پر تقویت دیتا ہے بلکہ جسمانی نشوونما کے لیے بھی بہت ہی مفید ہے۔ اس لیے اسلام نے حلال و حرام کے حوالے سے کچھ جانوروں کی تفصیل بتا دی ہے۔ اس پر عمل پیرا ہونے سے نہ صرف ہم اخلاقی و روحانی اور سیاسی و معاشی زندگی میں عروج حاصل کر سکتے ہیں بلکہ جسمانی سطح پر صحت و توانائی کی دولت سے بھی بہرہ ور ہو سکتے ہیں۔ انسان کی غذائی ضروریات میں سے گوشت ایک بنیادی ضرورت ہے اس ضرورت کے پیش نظر شریعت نے حلال گوشت استعمال کرنے کی اجازت دی جبکہ حرام گوشت کے استعمال سے منع کیا۔ حلال گوشت کے حصول کے لیے شرعی ذبیحہ کے حوالے سے شریعت اسلامیہ نے واجبات، سنن، مستحبات و مکروہات کی مستقل تعلیم دی ہے اور صرف اسی خاص طریقہ پر ذبح کئے گئے جانور کو حلال رقرار دیا ہے۔ ذبح شعائر اسلام میں سے ہے. چناچہ عہد رسالت میں ذبح اور نحر کی خدمت جلیل القدر صحابہ کے ذمہ تھی نیز حضرت عمر بھی اپنے زمانے میں ذبیحہ کے معاملات کی خود نگرانی فرمایا کرتے تھے۔

اہمیت: ذبح اسلامی کا وہ طریقہ جو کہ خالق کائنات کا مقرر کیا ہوا ہے پوری وضاحت کے ساتھ معلوم و معروف ہے۔ نرمی باقاعدگی اور نظم وضبط اس طریقہ کی نمایاں خصوصیات ہیں تاہم جدید اور بعد ازاں ذبح کے کئی ایسے طرق رواج پا گئے ہیں اور رائج ہوتے چلے جا رہے ہیں وہ ایک طرف تو اسلامی حکمت و احکام سے متصادم ہیں اور دوسری طرف جذبہ تراحم کے خلاف ہیں۔ جدید دور میں جہاں اور بھی بہت سے مسائل درپیش ہیں وہاں ایک اہم مسئلہ ذبح کا بھی ہے۔ یورپی ممالک اسلام کے اس طریقے کو ظالمانہ فعل تصور کرتے ہیں۔ اور اس حوالے سے اسلامی ذبح کے متبادلات کے طور پر نئے طرق کو فروغ دیا جا رہا ہے یا اسلامی طریقہ ذبح میں ایسی شرائط عائد کی جا رہی ہیں جن کا شریعت اسلامیہ نے ہمیں مکلف نہیں بنایا۔ ایسی زائد شرائط مقاصد شریعت اسلامیہ میں زائد از ضرورت ہیں اور ایسی شرائط جانور سے رحم کے نام پر اسے دوہری تکلیف سے دوچار کرنے کے مترادف ہیں۔ اس آرٹیکل میں مذکورہ مقصد تحقیق کو مد نظر رکھتے ہوئے "حلال کے حوالے سے ذبح شرعی کی اہمیت کے پیش نظر اس میں بطور خاص حلال ذبیحہ کی تعریف، اس کے مختلف طرق، اہمیت اور شرعی احکام و مسائل" پر بحث کی گئی ہے۔ ذکاۃ کے حوالے سے ذبح، نحر اور عقر مترادفات کے طور پر استعمال ہوتے ہیں لہذا ذیل میں ان مفاہیم کی اہمیت کے پیش نظر ان کی تعریفات کو مختصراً ذکر کیا گیا ہے۔

ذکاۃ کا مفہوم: **معجم الوسیط میں ہے:**"الذكاة : الذبح او النحر۔ (اسم مصدر من ذكى)۔[1] **المبسوط میں ہے:**"کسی دھار والی چیز کے مس کرنے سے حیوان میں جو حدت اور جلن پیدا ہوتی ہے اس کو لغت میں ذکاۃ کہتے ہیں"۔ ایک قول یہ ہے کہ نجس اور فاسد خون کے بہانے کو ذکاۃ کہتے ہیں۔ کیونکہ حیوان میں بہنے والا خون حرام ہوتا ہے۔ پس نیت کے ازالہ کرنے اور طاہر کو نجس سے متمیز کرنے کا نام ذکاۃ ہے۔[2] **اردو دائرۃ معارف اسلامی:** ذکاء کے لغوی معنی آگ بھڑکنا یا بھڑکانا ہے۔[3] فقہ السنہ میں ہے:الذكاة في الاصل معناها التطيب ،ومنه:رائحة ذكية اى طيبة،وسمى بها الذبح لان الاباحة الشرعية جعلته طيبا۔ وقيل:الذكاة معناها:التميم،ومنه:فلان ذكى ، اى تام الفهم۔والمقصود بها هنا ذبح الحيوان او نحره بقطع حلقومه (مجرى النفس)او مريئه(مجرى الطعام والشراب من الحلق)۔[4]

---

[1]۔ المعجم الوسيط ،مجمع اللغة العربية،(مصر،مطبعة السعادة،س۔ن)،ص ۳۱۴

[2]۔ السرخسی ،محمد بن احمد بن ابی سہل،المبسوط ،(مصر،مطبعة السعادة ،۱۳۲۴ھ)،ج۱۱،ص ۲۲۰

[3]۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ،(لاہور، دانش گاہ پنجاب،۱۹۷۳ء)،مادہ ذبیحہ،ص ۱۰۴۱

[4]۔ سید سابق،فقہ السنہ،(بیروت، دار الفکر،۲۰۰۸) ،ص ۹۱۵

امام قرطبیؒ فرماتے ہیں: ذکیت الذبیحۃ اذکیھا (میں نے ذبیحے کو ذبح کر کے پاک کر لیا)۔ شریعت میں (تذکیہ) عبارت ہے ذبح شدہ جانور کا خون بہہ جانے اور اس کی خون کی رگیں (یعنی اوداج) کٹ جانے سے۔[5] جہاں تک جانور کی تطہیر (ذبح) کا تعلق ہے تو اس کی دو اقسام ہیں: ا۔ اختیاری ۲۔ ضروری

i. **ذکاۃ اختیاری کی قسمیں:** ا۔ ذبح ۲۔ نحر

ذبح کا مفہوم: ذبح دو طرح سے استعمال ہوتا ہے۔ ذبح ذال کے فتح اور کسرہ کے ساتھ استعمال ہوتا ہے۔ ذبح ذال کے فتح کے ساتھ باب "ذبح یذبح" سے اسم مصدر، اس کا معنی شہ رگ کو کاٹنا ہے۔ ذبح ذال کے کسرہ کے ساتھ وہ چیز جو ذبح کی جائے یا ذبح کے لئے تیار کی جائے۔ تاج العروس میں ہے: الذبح بالکسر ما یذبح من الاضاحی وغیرھا من الحیوان وھو بمنزلۃ الطحن بمعنی مطحون والقطف بمعنی المقطوف وھو کثیر فی الکلام ۔[6] القاموس المحیط[7] اور لسان العر ب[8] میں ہے:"ذبح کمنع ذبح ا وذباحا؛شق و فتق و نحر وخنق؛الذبح:قطع الحلقوم من باطن عند النصیل،وھو موضع الذبح من الحلق"۔ اس کے دو مصدر مستعمل ہیں: "ذبح او ذباحا" اور یہ مختلف معنوں میں بھی مستعمل ہے۔ جیسے توڑ دیا، پھاڑ دیا، نحر کر دیا، گردن گھونٹ دی، پھوڑنا، القاموس المحیط کے حاشیہ میں ہے کہ نحر اور ذبح مترادف ہیں۔ ذبح حلق میں ہوتا ہے۔

نحر کا مفہوم: صاحب قاموس المحیط، تاج العروس، المعجم الوسیط اور لسان العرب میں نحر کے درج ذیل معنی ہیں:

"الصدر اعلاہ کالمنحور و جمعہ نحور ونحرہ کمنعہ نحرا و ینحارا حیث یبدوء الحلقوم اعلی الصدر"[9]۔ "النحر(موضع القلادۃ)من الصدر ،وھو المنحر نحرہ ینحرہ کمنعہ"۔[10] "النحر :اعلی الصدر نحرہ ای ذبحہ"۔[11] "النحر فی اللغۃ من نحر

---

[5]۔ تفسیر قرطبی، ج ٦، ص ۵۳

[6]۔ الزبیدی ، مرتضیٰ حسینی ، محمد بن محمد بن محمد بن عبدالرزاق، تاج العروس من جواہر القاموس ، (مطبع الخیریۃ ، ط :اول ، ۱۳۰٦ھ)، مادہ ذبح ، ج ٦، ص ۳٦۸

[7]۔ الفیروز آبادی، مجد الدین محمد بن یعقوب، القاموس المحیط ، (مصر، دارالمامون، ۱۳۵۷ھ)، فصل النون، باب الرائ، ج ۲، ص ۱۳۷

[8]۔ ابن منظور افریقی، امام، لسان العرب، (بیروت، داراحیاالتراث العربی، ۱۴۰۸ھ)، فصل النون، مادہ نحر، :۱۴۸۵ص ۱۷

[9]۔ لسان العرب، فصل النون، مادہ نحر، ۴۹ص ۴۳٦۴

[10]۔ تاج العروس، مادہ نحر، ۱۴ص ۱۸۴

[11]۔ المعجم الوسیط، فصل النون، مادہ نحر، ج ۲ ص ۹۳٦

ینحر نحرا اصاب نحره ،و نحر البعیر ینحرہ نحرا طعنہ فی منحره حیث یبد وء الحلقوم من اعلی الصدر"۔[12] "نحر سے مراد حلق (گلے) کے آخری حصے سے گردن کی رگوں کو کھول دینا ہے۔مالکیہ کے نزدیک نحر کی تعریف یہ ہے کہ ذبح کے ارادہ سے ایک مسلمان صاحب شعور یا کوئی اہل کتاب جانور کی گدی پر برچھے سے زخم لگائے اور جب تک وہ مر نہ جائے اس برچھے کو زیادہ عرصہ کیلیے نہ ہٹائے۔حنابلہ کے نزدیک ہے۔نحر کرنے میں نیزہ لبہ پر اس گڑھے پر لگایا جاتا ہے جو گردن کی جڑ اور سینے کے درمیان ہوتا ہے اس کو گدی کہتے ہیں"۔[13]

ذبح ونحر کا اسلامی تصور

اگر کسی نے ذبح کیے جانے والے جانوروں کو نحر اور نحر کیے جانے والے جانور کو ذبح کر دیا تو جائز ہو گا۔اس لیے کہ یہاں بھی گردن کی رگوں کا کھول دینا پایا گیا ہے۔لیکن ایسا کرنا مکروہ ہو گا۔ سنت طریقہ اونٹ کو نحر کرنا اور باقی جانوروں کو ذبح کرنا ہے۔کیونکہ اللہ تعالی نے اونٹ کے ساتھ نحر کا اور بکری، گائے کے ساتھ ذبح کا ذکر کیا ہے۔اللہ تعالی کا فرمان ہے:"فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ"[14] اس کی تفسیر میں کہا گیا ہے کہ یعنی تم اونٹ کو نحر کرو۔ایک دوسری جگہ ارشاد فرمایا:"ان اللہ یأ مرکم اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً "[15]۔ایک اور مقام پر فرمایا:"وَفَدَيْنَاهُ بِذِبْحٍ عَظِيمٍ"[16]ہم نے ایک بڑی قربانی کو ان کا فدیہ بنادیا۔

جمہور فقہاء کا موقف: اونٹ کو نحر کرنا مستحب ہے۔امام مالکؒ کہتے ہیں کہ اگر اونٹ کو بلاضرورت ذبح کیا گیا تو وہ کھایا نہیں جائے گا کیونکہ سنت اونٹ کو نحر کرنا ہے۔[17]

.ii **ذکاۃ ضروری کی قسم:** عقر

---

[12]۔لسان العرب ج۴۹، ص ۴۳۶۴

[13]۔الجزیری، عبد الرحمان، علامہ، الفقہ علی المذاہب الاربعۃ، (بیروت، دار الفکر، طبع ششم، س۔ن)، ج۱، ص ۶۲۷

[14]۔القرآن ۱۰۸: ۲

[15]۔القرآن ۲: ۶۷

[16]۔القرآن ۳۷: ۱۰۷

[17]۔مدونۃ مالک بن انس بن مالک الاصبحی، (لبنان، دار الکتب العلمیۃ، س۔ن)، ۱: ۵۴۳؛ بدائع الصنائع، ج۵، ص ۴۱

عقر کامفہوم: "العقر:الجرح "عقر سے مراد ہے زخم لگانا۔ المعجم الوسیط اور لسان العرب میں ہے:"قطع احدی قوائمہ لیسقط و یتمکن من ذبحہ"۔[18] "العقر عند العرب کشف عرقوب البعیر ثم یجعل النحر عقرا،لان ناحر الابل یعقرھا ثم ینحرھا"۔[19] لفظ عقر جب بعیر پر بولا جائے تواس سے مراد یہ ہوتا ہے کہ اس کی ٹانگوں میں سے کسی ایک ٹانگ کو کاٹ دینا تاکہ اسے گرایا جائے اور اس کے ذبح کو ممکن بنایا جائے۔ عقر عربوں کے نزدیک پھر اس عقر شدہ اونٹ کو نحر کیا جاتا ہے کیونکہ اونٹ کو نحر کرنے میں ہے کے پہلے اس کو عقر کیا جائے پھر اس کو نحر کیا جائے۔"واصل العقر ضرب قوائم البعیر او الشاۃ بالسیف وھو قائم"[20]۔غلام رسول سعیدی لکھتے ہیں: ذکاۃ اضطراریہ کا رکن یہ ہے کہ جانور کے کسی حصے کو زخمی کر دیا جائے۔ ذکاۃ اضطراریہ شکار میں ہوتی ہے ہر چند کہ اونٹ، بکری، گائے وغیرہ بھاگ جائے اور انسان اس کے پکڑنے پر قادر نہ ہو، گو کہ یہ پالتو جانور ہیں لیکن یہ بھی اس صورت میں شکار کہ حکم میں آتے ہیں۔ خواہ یہ پالتو جانور جنگل میں بھاگیں یا شہر میں امام محمدؒ سے اسی طرح مروی ہے۔ اسی طرح اگر جانور کنویں میں گر جائے اور انسان اس کو نکالنے کی قدرت نہ رکھتا ہو تو اس صورت میں بھی اس کی ذکاۃ جائز ہے۔[21]

ذبح کے مستحبات ومکروہات:

عن رافع ابن خدیج رضی اللہ عنہ ان النبی قال ما انھر الدم وذکراسم اللہ علیہ فکلوہ لیس السن والظفروساحدثکم عن ذلک ام السن فعظم واما الظفر فمدی الحبشۃ۔[22]

عن عدی ابن حاتم، قال قال النبی امر الدم بما شئت واذکر اسم اللہ علیہ۔[23]

قال ابن عباس، وعن انس ، و ابن عمر ، اذا قطع الراس مع ابتداء الذبح من الحلق ولا یعتمدفان ذبح من القفا لم توکل سواء قطع الراس ام لم یقطع۔[24]

عن ابن عباس ، نھی عن شریطۃ الشیطان ھی الذبیحۃ یقطع منھا لجلدولا تفری الاودج۔[25]

---

[18]۔ المعجم الوسیط، ج ۲، ص ۶۴۴

[19]۔ لسان العرب، باب العین، مادہ عقر، ج ۳۴، ص ۳۰۳۳

[20]۔ القاموس المحیط، فصل العین، باب الراء، ج ۲ ص ۹۲

[21]۔ رسول سعیدی، شرح صحیح مسلم، (لاہور، فرید بک ڈپو، س۔ن) ج۶، ص ۱۲۰

[22]۔ البخاری، أبو عبداللہ، محمد بن اسماعیل ، الجامع الصحیح البخاری، (الریاض، دارالسلام ، ۱۴۱۷ھ)، کتاب الذبائح، باب التسمیۃ علی الذبیحۃ ومن ترک متعمدا، رقم الحدیث ۵۴۹۸

[23]۔ ابوداود، سنن ابوداود، کتاب الضحایا، باب فی الذبیحۃ بالمروۃ، رقم الحدیث ۲۸۲۴

[24]۔ نسائی، سنن نسائی، کتاب الضحایا، باب اباحۃ الذبح العور، رقم الحدیث ۴۳۷۶

عن ابن عمر ، امر النبی بحد الشفار وان تواری عن البهائم ثم قال اذا ذبح احدکم فلیجھز۔[26]

ذبح کے آداب:

ا۔ دن کے وقت ذبح کرنا: اس میں حکمت یہی ہے کہ رات کا وقت راحت وسکون کا ہے۔ رات میں ذبح کرنا جانور کیلیے تنگی اور زیادہ تکلیف کا باعث ہو گا۔ کیونکہ دن کی روشنی میں ذبح کرنا زیادۃ سلامتی کا باعث ہوتا ہے اور زیادہ افضل ہوتا ہے۔ دن کے وقت ذبح کرنا مستحب ہے اور رات کو مکروہ ہے۔[27] رسول ﷺ نے رات کے وقت قربانی ذبح کرنے سے منع فرمایا۔[28] یہ کراہت تنزیہی ہے تحریمی نہیں ہے اور کراہت کا معنی اس میں احتمال ہے۔ یہ کئی وجوہ کی بنیاد پر ہو سکتا ہے ۔ **اول:** اس وجہ سے بھی ہو سکتا ہے کہ رات کا وقت امن وسکون اور راحت کا وقت ہے۔ راحت کے وقت میں تکلیف پہنچانا یہ شدید تر ہوتا ہے۔ **دوم:** اس وجہ سے بھی کہ کہیں غلطی سے اپنا ہاتھ ہی کاٹ نہ بیٹھے۔ **سوم:** ذبح میں جن رگوں کا کاٹنا شرط ہے وہ رات کو واضح نہیں ہو سکیں گی۔ اور زیادہ امکان یہی ہے کہ وہ پوری طرح نہ کٹیں۔

مذکورہ بالا دلیل پر اعتراض: اس پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ آج کے جدید دور میں روشنی کا بہت زیادہ بندوبست کیا جا سکتا ہے لہذا کراہت کی جو علتیں بیان کی گئیں ہیں یہ آج کے موجودہ دور میں نہ ممکن ہیں۔

۲۔ ذبح سے پہلے پانی پلانا: صاحب مغنی المحتاج فرماتے ہیں: "ذبح سے پہلے پانی پلانے کی وجہ سے اس کی کھال کھینچنا آسان ہو جائے گا اور گوشت بنانا بھی آسان ہو جائے گا۔ اگرچہ یہ ایک ایسی چیز ہے جو موت کے بعد تعلق رکھتی ہے لیکن علماء نے اس بات کو پسند کیا ہے کہ یہ بھی ایک ایسا امر ہے کہ نرم دل مسلمان کو اس کا بھی خیال رکھنا چاہیے"۔[29] ماوردیؒ فرماتے ہیں: "ذبح کرنے سے قبل پانی پیش کرنا یہ اس وجہ سے ہے کہ جان نکلتے وقت اس کو پیاس کا احساس نہ ہو، ذبح کے بعد کھال اتارنا آسان اور گوشت بنانا آسان ہو"۔[30]

---

[25]۔ ابوداود، سنن ابوداود، کتاب الضحایا، باب مبالغۃ الذبح، رقم الحدیث ۲۸۲٦

[26]۔ ابن ماجہ، أبو عبد اللہ محمد بن یزید القزوینی، السنن، (بیروت، دارالمعرفۃ، س۔ن)، کتاب الذبح، باب اذا ذبحتم فاحسنوا الذبحۃ، رقم احدیث ۳۱۷۲

[27]۔ الکاسانی ، ابو بکر مسعود بن احمد، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع ، (بیروت، دارالکتاب العربی، ۱۹۸۲ء) ، ج ۵ ص ٦۰

[28]۔ رواہ البیھقی، کتاب الضحایا، باب التضحیۃ فی اللیل من ایام منی، ۹/ ۲۹۰؛ شوکانی، نیل الاوطار، ج ۵ ص ۱۲٦

[29]۔ الشربینی ، محمد بن احمد ، الخطیب الشربینی، مغنی المحتاج الی معرفۃ معانی الفاظ المنہاج ، (بیروت، دارالفکر، س۔ن)، ج٦ ص ۱۰۵

[30]۔ علی بن محمد بن حبیب ماوردی، الحاوی الکبیر، (بیروت، دار الکتب العلمیۃ، ۱۹۹۹ء) ، ج ۱۹ ص ۱۱٦

۳۔مذبح خانہ کی طرف آرام سے لے جایا جائے: امام کاسانیؒ فرماتے ہیں:"ذبح کیلیے جانور کو مذبح خانے کی طرف آرام سے لیجایا جائے اور اس میں سختی نہ کی جائے اور اسے زبردستی نہ گھسیٹا جائے مثلاً ٹانگ سے پکڑ کر گھسیٹنا"۔[31] ابن سیرینؒ نے عمر بن خطابؓ سے روایت کیا ہے۔ انہ رای رجلا یسوق شاۃ لہ لیذبحہا سوقا عنیفا،فضربہ بالدرۃ،ثم قال لہ:سقھا الی الموت سوقا جمیلالا ام لک۔[32]

اسے ذبح خانہ کی طرف نرمی کے ساتھ لیجانا چاہیے اور ذبح کیلیے نرمی کے ساتھ لٹانا چاہیے۔اور اس پر چلانے اور لٹانے میں سختی نہ کی جائے۔کیونکہ اسے ناپسند کیا گیا ہے۔

۴۔چھری کو اچھے طریقے سے تیز کرے: یہ جائز نہیں ہے کہ جانور کو کند چھری سے ذبح کیا جائے اور ضروری ہے کہ چھری تیز ہو تا کہ ذبح جلدی ہو جائے،اچھے طریقے سے ہو جائے اور تکلیف بھی کم ہو۔رسول ﷺ نے فرمایا:ان اللہ کتب الاحسان علی کل شیء فاذا قتلتم فاحسنو القتلۃ، واذا ذبحتم فاحسنوا الذبحۃ ولیحد احدکم شفرتہ ، ولیرح ذبیحتہ ۔[33] بے شک اللہ نے ہر چیز پر احسان کرنا لکھ دیا ہے پس تم جب قتل کرو تو اچھے طریقے سے کرو اور جب ذبح کرو تو اچھے طریقے سے کرو۔اور چاہیئے کہ تمہاری چھری تیز ہو تا کہ تمہارے ذبیحہ کو راحت پہنچے۔حاشیہ الدسوقی میں ہے۔"(وقولہ واحدادہ)انما ندب لاجل سرعۃ قطعہ ،فیکون اھون علی المذبوح لخروج روحہ بسرعۃ،فتحصل لہ الراحۃ "۔[34]

وضاحت: اس کے جلدی کاٹنے کی وجہ سے اسے مستحب قرار دیا گیا ہے۔اور یہ مذبوح کی روح جلدی نکلنے کے واسطے بھی زیادہ مناسب ہے تا کہ اسے راحت حاصل ہو۔

۵۔چھری کو ذبیحے کے سامنے تیز نہ کیا جائے: اس سے شعوری طور پر حیوان ڈرتا ہے۔اس کو دیکھنے سے حیوان کو زیادہ تکلیف ہوتی ہے۔[35] روی عن النبی ☐ انہ رء ای رجلا اضجع شاۃ وھو یحد شفرتہ ،فقال :لقد اردت ان تمیتھا موتات ،ھلا حددتھا قبل ان تضجعھا۔[36] نبی ﷺ سے مروی ہے۔آپ ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس نے بکری کو لٹایا ہوا

---

[31]۔بدائع الصنائع،ج ۵ص ۶۰

[32]۔ بیہقی فی سنن الکبری،کتاب الضحایا،باب الزکاۃ بالحدید وبما یکون اکف علی المذکی ومایستحب من حد الشفار وموارا تہ عن البہیمۃ وابراحتھا، ج۹ص ۲۸۱

[33]۔ مسلم،کتاب الصید والذبائح ومایوء کل من الحیوان،باب الامر باحسان الذبح والقتل وتحدید الشفرۃ،رقم الحدیث ۱۹۵۵

[34]۔ الدسوقی،محمد بن احمد بن عرفۃ،(م ۱۲۳۰ھ)،حاشیۃ الدسوقی علی الشرح الکبیر علی مختصر خلیل،(بیروت،دارالفکر،س۔ن)، ج۲ص۱۰۷

[35]۔الحاوی الکبیر،ج ۱۹ص۱۱۶

[36]۔ بیہقی فی سنن الکبری،کتاب الضحایا،باب الزکاۃ بالحدید وبما یکون اکف علی المذکی ومایستحب من حد الشفار وموارا تہ عن البہیمۃ وابراحتھا،ج۹ص ۲۸۰

تھا۔اور وہ چھری تیز کر رہا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا تو یہ چاہتا ہے کہ تو دو دفعہ اسے موت دے تو نے اس کو لٹانے سے پہلے چھری کو کیوں نہیں تیز کیا۔

روی ابن عمر قال:امر رسول اللہ ﷺ بحد الشفار،وان تواری عن البھائم ،وقال :اذا ذبح احدکم فلیجھز۔ **ابن عمرؓ سے مروی ہے** ۔انہوں نے کہا رسول ﷺ نے ہمیں چھریاں تیز کرنے کا حکم دیا اور اس بات کا بھی حکم دیا کہ چھریوں کو ان کی نظروں سے پوشیدہ رکھا جائے۔اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی ذبح کرنا چاہے تو وہ اس کی تیاری کرے۔امام کاسانیؒ فرماتے ہیں:"چونکہ بہیمہ زخمی کرنے والے آلات کو پہچانتا ہے جیسا کہ وہ ہلاک ہونے والی جگہوں کو بھی جانتا ہے اور ان سے اجتناب کرتا ہے۔اور جب وہ لٹا کر چھری کو تیز کرے گا تو اس سے اس کی تکلیف میں اضافہ ہو گا"۔[37]

٦۔ذبح میں جلدی کرے سستی کا مظاہرہ نہ کرے: امام کاسانیؒ فرماتے ہیں:"جانوروں کے معاملات میں رحم دلی کو مد نظر رکھتے ہوئے ذبح میں سستی نہیں کرنی چاہیے بلکہ جانور کی رگوں کو کاٹنے میں جلدی کرنی چاہیے۔اس عمل میں سستی کرنے کو ناپسند کیا گیا ہے۔[38] دلیل اللہ کے نبی ﷺ کا فرمان ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا اپنے ذبیحے کو راحت پہنچاؤ۔اور جلدی کرنا راحت کی ہی ایک قسم ہے۔[39]

٧۔چھری چلاتے ہوئے تحمل اور قوت کا ہونا : آپ ﷺ نے فرمایا تم میں سے ہر ایک کو چاہیے کو وہ اپنی چھری کو تیز کرے اور ذبیحہ کو راحت پہنچائے۔[40] اس حدیث کے عموم سے یہ بات بھی نکلتی ہے کہ چھری چلاتے ہوئے تحمل اور قوت کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔تاکہ اس کی روح نکلنے میں جلدی ہو۔[41]

٨۔ذبح میں مبالغہ نہ کرے: چھری چلاتے ہوئے حرام مغز کی بتی تک نہ لے کر جائے اور سر نہ کاٹے۔[42] اسلام ہمیں اس بات کی تعلیم دیتا ہے کہ ذبح کرنے کے وقت جانور کی حرام مغز کی بتی کو نہ کاٹا جائے۔کیونکہ ایسا کرنا فقہاء کے نزدیک مکروہ ہے۔ھدایۃ میں ہے:"جو چھری کے ذریعے حرام مغز کی بتی تک پہنچ گیا یا اس نے سر کاٹ دیا یہ مکروہ ہو جائے گا۔البتہ ذبیحہ کو کھایا جاسکتا ہے۔جو کراہت ہے وہ نبی ﷺ سے مروی ہے کہ آپ نے حرام مغز کی بتی کو کاٹنے سے منع فرمایا ہے۔اور یہ

[37]۔ابن ماجہ:کتاب الذبائح،باب اذا ذبحتم فاء حسنوا الذبح،رقم الحدیث ٣١٧٢

[38]۔بدائع الصنائع ،ج ٥ ص ٦٠

[39]۔بدائع الصنائع،٥/٦٠؛الحاوی الکبیر،ج١٩ص ١١٦

[40]۔مسلم،کتاب الصید والذبائح ومایوء کل من الحیوان،باب الامر باحسان الذبح والقتل وتحدید الشفرۃ،رقم الحدیث:١٩٥٥،ص ٩٦٧

[41]۔ایضًا،ص ٩٦٩

[42]۔الحاوی الکبیر ج١٩،ص ١١٦

بھی کہا گیا ہے کہ اس کو ذبح کرنے سے قبل اس کے سر کو لمبا کر لیا جائے۔ تاکہ ذبح کرنے کی جگہ واضح ہو جائے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ حرکات کے ساکن ہونے سے پہلے اس کی گردن کو توڑنا یہ تمام صورتیں مکروہ ہیں"۔[43]

۹۔ اونٹ کو کھڑا کر کے نحر کرنا[44]: ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ وہ ایک شخص کے پاس آئے جو اونٹ کو بٹھا کر نحر کر رہا تھا تو فرمانے لگے کہ اس کو کھڑا کر کے باندھ کر نحر کرو یہی محمد ﷺ کی سنت ہے۔[45] عائشہؓ سے مروی ہے کہ بے شک رسول ﷺ نے حکم دیا ایک سینگوں والے مینڈھے کا جو سیاہی میں چلتا تھا، سیاہی میں بیٹھتا تھا اور سیاہی میں دیکھتا تھا۔ اسے ذبح کیلئے لایا گیا تو آپ ﷺ نے عائشہؓ سے فرمایا چھری لاؤ اور پھر آپ نے کہا کہ اس کو تیز کرو پتھر کے ساتھ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ اور پھر آپ ﷺ نے دنبہ پکڑا اور پھر اسے لٹایا اور پھر اسے ذبح کر دیا"۔[46]

۱۰۔ ذبح کے وقت پورے جانور کو باندھا نہ جائے[47]: امام قرطبیؒ درج ذیل آیت کی تفسیر کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں۔ وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ ۖ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَآفَّ ۔[48] صواف سے مراد ہے کہ کھڑا کر کے اس کی ٹانگیں ایک صف میں ہوں۔ اور اونٹ کو کھڑے کھڑے ہی ٹانگ باندھ کر نحر کیا جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ: صفن الفرس فھو صافن اذا قام علی ثلاثۃ قوائما۔ جب گھوڑا تین ٹانگوں پر کھڑا ہو اور چوتھی ٹانگ کو موڑے تو اس وقت کہا جاتا ہے کہ صفن الفرس۔

۱۱۔ ایک دوسرے کے سامنے ذبح نہ کیا جائے: امام مالکؒ کے زمانے میں یہ مسئلہ پیش آیا تو انہوں نے اس سے منع فرما دیا۔[49] امام شربینیؒ فرماتے ہیں کہ یہ بات ناپسندیدہ ہے کہ حیوان کے سامنے چھری کو تیز کیا جائے۔ اور یہ بات بھی کہ ایک حیوان کو دوسرے کے سامنے ذبح نہ کیا جائے۔[50] سنن بیہقی میں ہے کہ عمرؓ نے ایک شخص کو دیکھا اس طرح کرتے ہوئے اسے درے لگائے۔[51]

---

[43]۔ قاضی عبدالوھاب: المعونۃ ۲/ ۶۹۲؛ شربینی: مغنی المحتاج ۶/ ۱۰۵؛ ابن قدامہ: الکافی، ج ۱، ص ۵۵۱

[44]۔ علامہ المرغینانی: ج ۴، ص ۶۶

[45]۔ حاشیہ الدسوقی: ۲/ ۱۰۷؛ الماوردی، الحاوی الکبیر، ج ۹، ص ۱۱۶

[46]۔ صحیح مسلم: رقم الحدیث ۱۳۲۰

[47]۔ صحیح مسلم، رقم الحدیث ۱۹۶۷

[48]۔ الماوردی الحاوی الکبیر ج ۹، ص ۱۱۶

[49]۔ القرآن ۲۲:۳۶

[50]۔ حاشیۃ الدسوقی: ۲/ ۱۰۸؛ ابن قدامہ، المغنی: ۸/ ۳۹۶؛ الماوردی، الحاوی الکبیر، ج ۱۹، ص ۱۱۶

[51]۔ المغنی المحتاج، ج ۶، ص ۱۰۵

۱۲۔ ٹھنڈا ہونے سے قبل اس کا گوشت نہ بنانا: "فاذا وجبت جنوبھا" کی تفسیر بیان کرتے ہوئے امام قرطبیؒ فرماتے ہیں: نحر کے بعد اس کے ٹھنڈا ہونے کی علامت یہ ہے کہ خون سارا بہہ جائے اور روح بھی نکل جائے یہ اس کے کھانے کا وقت ہے۔ چونکہ کھانے کی ابتدا اعضاء کاٹنے کے ساتھ اور کھال اتارنے کے ساتھ ہوتی ہے۔ پھر ہی اسے پکایا جاتا ہے۔ اس وقت تک کھال نہیں اتاری جائے گی جب تک کہ جانور ٹھنڈا نہ ہو جائے۔[52]

تین وجوہات: امام شافعیؒ نے عمرؓ سے روایت کیا ہے کہ جان نکالنے میں جلدی نہ کرو اور انہوں نے حرام مغز کی بتی سے بھی منع فرمایا ہے۔ عمرؓ کی نہی سے مراد تین وجوہات ہیں: **اول:** ذبیحہ کے اعضاء کو جان نکلنے سے پہلے کاٹنا تاکہ اسے جلدی کھایا جا سکے جیسا کہ دور جاہلیت میں ایسا ہوتا تھا۔ **دوم:** اس کی جان نکلنے سے پہلے اس کی کھال اتارنے میں جلدی کرنا **سوم:** اس جانور کو روکے ذبح کرنے کے بعد حتی کہ اس کی حرکات ختم ہو جائیں۔[53] حاشیہ الدسوقی میں "وکرہ سلخ او قطع" کی وضاحت: آگ سے جلانا اور "قبل الموت" کی وضاحت: یعنی اس کی روح نکلنے سے پہلے کیونکہ اس میں اس کیلیے تکلیف ہے۔[54]

۱۳۔ ذبیحہ کو قبلہ رخ لٹانا[55]: ذبح کرنے والے کا رخ بھی قبلہ کی طرف ہو اور ذبیحے کا رخ بھی قبلہ کی طرف ہو۔

۱۴۔ ذبح کے وقت تسمیہ کا پڑھنا[56]: شافعیہ کے نزدیک مستحب ہے کہ ذبح کے وقت تسمیہ پڑھا جائے۔

۱۵۔ بائیں کروٹ لٹانا[57]: ذبیحے کو بائیں کروٹ لٹایا جائے اس کی طرف جمہور علمائے کرام گئے ہیں۔ قال النووی: جاء ت الاحادیث بالاضجاع واجمع علیہ المسلمون ،وا تفق العلماء علی ان اضجاع الذبیحۃ یکون علی جانبھا الایسر لانہ اسھل علی الذابح فی اخذ السکین بالیمین وامساک راء سھا بالیسار۔[58] **امام نووی فرماتے ہیں جانور کو لٹانے کے بارے میں تمام علما کی متفقہ رائے یہ** ہے کہ جانور کو بائیں جانب لٹایا جائے اس سے ذبح کرنے والے کو دائیں ہاتھ سے چھری پھیرنا اور بائیں ہاتھ سے سر کو پکڑنا آسان ہو گا۔

۱۶۔ ذبیحہ جانور ایسا ہونا چاہیے جس کا کھانا حلال ہے، لہذا حرام جانور کا ذبح کرنا جائز نہیں۔

۱۷۔ ذبح کرنے والا حالت احرام میں نہ ہو۔ اور وہ جانور خشکی کا جانور نہ ہو ایسا ہو اتو ذبیحہ حلال نہ ہو گا۔[59]

---

[52]۔ بیہقی فی سنن الکبری، کتاب الضحایا، باب الذکاۃ بالحدید ومایکون اخف علی المذکی ومایستحب، ج۹، ص ۲۸۰

[53]۔ علی بن محمد بن حبیب ماوردی، الحاوی الکبیر، (بیروت، دار الکتب العلمیۃ، ۱۹۹۹ء)، ج ۱۵، ص ۹۰

[54]۔ شمس الدین الشیخ محمد عرفہ الدسوقی، حاشیہ الدسوقی علی الشرح الکبیر، بدار احیاء الکتب العربیۃ، ج ۲، ص ۱۰۸

[55]۔ بدائع الصنائع: ۵: ۶۰؛ مدونۃ: ۱: ۵۴۴؛ مجموع: ۸: ۳۸۳؛ مغنی، ج۹، ص ۳۱۷

[56]۔ النووی ، محی الدین بن شرف، المجموع شرح المہذب ، (بیروت، دار الفکر، س۔ن)، ج ۸، ص ۳۸۴

[57]۔ بدائع الصنائع، ۵: ۶۰؛ مجموع ، ج۸، ص ۳۸۴

[58]۔ شرح صحیح مسلم، ابو ذکریا یحیٰ بن شرف بن مزی نووی، (بیروت، دار احیاء التراث العربی، طبع دوم، س۔ن)، ج ۱۳، ص ۱۲۲

[59]۔ علامہ جزیری، الفقہ علی المذاہب الاربع، ج۱، ص ۶۲۷

آلہ ذبح کے مفاہیم مذاہب خمسہ کی آراء کے تناظر میں:

ہر وہ اوزار جسے ذبح کے لیے استعمال کیا جائے۔ آلہ ذبح کہلاتا ہے۔ یہ واحد وجمع دونوں معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ حربی اوزار کو بھی آلات کہا جاتا ہے۔[60] فقہاء نے اصطلاح میں اس کی تعریف یوں کی ہے جو لغوی معنی سے مناسبت رکھتی ہے۔

- **احناف** کے نزدیک ہر وہ چیز جو رگوں کو کاٹ دے، خون کو بہا دے اس کے ساتھ ذبح کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور ذبیحہ بھی صحیح ہے سوائے ہڈی، دانت، سینگ کے۔[61]
- **شافعیہ** کی رائے بھی ان سے ملتی جلتی ہے۔ بس وہ اتنی بات زائد کہتے ہیں کہ ہڈی، ناخن اور دانت سے ذبح کرنا جائز نہیں چاہے وہ متصل ہو یا منفصل[62]۔ صاحب الاقناع فرماتے ہیں کہ ذبیحہ ہر اس چیز سے جائز ہے، جو زخم لگا دے جیسا کہ تیز دھار لوہا، بانس، پتھر، سیسہ، سونا، چاندی کیونکہ یہ بھی روح کو نکالنے میں صریح الاثر ہیں۔ سوائے دانت، ناخن اور باقی ہڈیوں کے چاہے یہ متصل ہوں یا منفصل۔[63]
- **مالکیہ** کے نزدیک ہر وہ تیز دھار آلہ جس کے ذریعے مدمقابل کو زخمی کیا جاسکے اور اس کی نوک کے ساتھ البتہ میں خون بہایا جاسکے اور کھانے کی نالی اور جانوروں کی رگوں کو کاٹ دے۔ جس میں جانور کو ذبح کیا جا رہا ہے۔ وہ پتھر کی قسم یا کسی لاٹھی کی چھلتر یا کسی بانس کی چھلتر بلکہ ہر وہ چیز جو خون بہا دے۔ پس وہ ناخن اور دانت نہ ہو۔[64]
- **ظاہریہ** کے نزدیک ذبح کرنا ہر اس چیز کے ساتھ جائز ہے جو چھری کی طرح کاٹنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔ اور نیزے کی طرح گھس جانے کی صلاحیت رکھتی ہو۔ چاہے یہ تیز دھار لکڑی، پتھر یا بانس ہو۔ اس میں وہ آلات شامل نہیں جو اس قابل نہ ہوں۔[65]

نتائج بحث: آلہ ذبح دانت اور ناخن نہ ہوں۔ مزید یہ کہ آلہ ذبح خنزیر، گھریلو گدھے، خون خوار چوپائے، خون خوار پرندے، اور انسان کی ہڈی سے نہ بنایا گیا ہو کیونکہ ان کے ساتھ جو بھی جانور ذبح یا نحر کیا جائے گا وہ حلال نہیں ہے۔ بلکہ وہ مردار اور

[60]۔ القاموس المحیط، محمد بن یعقوب فیروز آبادی، ج ۱، ص ۱۲۴۵

[61]۔ احمد بن یحیی المرتضی، بحر الزخار الجامع لمذاھب المصار، (صنعاء، دار الحکمۃ الیمانیۃ، ۱۴۱۱ھ)، ج ۵، ص ۳۰۷

[62]۔ زکریا الانصاری، اسنی المطالب شرح روضۃ الطالب، (بیروت، دار الکتب العلمیۃ، ۱۴۲۲ھ)، ج ۱، ص ۵۵۵

[63]۔ البیہوتی، منصور بن یونس بن ادریس، کشاف القناع عن متن الاقناع، (بیروت، دار الفکر، ۱۴۰۲ھ)، ج ۲، ص ۲۳۲

[64]۔ الباجی، ابو الولید، سلیمان بن خلف، المنتقیٰ شرح موطا، (مطبعۃ السعادۃ، مصر، ۱۳۳۲ھ)، ج ۳، ص ۱۰۷

[65]۔ ابن حزم، ابو محمد، علی بن احمد، المحلیٰ، دار الفکر، بیروت، س۔ن، مسالۃ: ۱۰۵۱، ج ۷، ص ۴۵۰

حرام ہے۔اگر اس نے ہاتھی دانت سے نیزہ یا تیر بنالیا یا چھری بنائی اس سے ذبح کیے ہوے کو بھی کھانا حلال نہیں کیونکہ یہ دانت ہے۔

آلہ ٔذبح کی شروط: آلہ ٔذبح کی دو شرطیں ہیں: ۱۔کاٹنے والی صلاحیت ہو ۲۔دانت اور ناخن نہ ہوں

پہلی شرط:کاٹنے والی صلاحیت ہو:

فقہاء کا آلہ کے قاطعۃ ہونے کی شرط لگانے پر اتفاق ہے مگر اس آلے کی ماہیت میں اختلاف ہے آیا وہ لوہے کا ہو یا اس کے علاوہ بھی جائز ہے۔اس کے متعلق دو مسلک ہیں۔**پہلا مسلک:** کسی بھی تیز دھار آلے سے ذبح کرنا جائز ہے۔چاہے وہ لوہے کا ہو یا نہ ہو۔جیسا کہ مروۃ پتھر اور لکڑی کا چھلکا اور لاٹھی وغیرہ کا کنارہ،شیشہ،پسی،جو کاٹنے کی صلاحیت رکھتی ہو۔اس کی طرف جمہور فقہاء کا میلان ہے۔[66] یہاں پر حدید کے معنی میں اختلاف ہے بعض نے حدید کا معنی تیز لیا ہے۔دلیل یہ ہے کہ: فَبَصَرُکَ الْیَوْمَ حَدِیْدٌ [67]۔تیری نگاہ آج بہت تیز ہے۔اور بعض نے قطعۃ من الحدید[68] کہا ہے۔

اور جمہور فقہاء نے پہلے معنی کو لیا ہے[69]۔اور دلیل اللہ کے رسول ﷺ کا فرمان ہے:عن رسول اللہ □ انہ قال :ثم ان اللہ کتب الاحسان علی کل شئی فاذا قتلتم فاحسنو القتلۃ واذا ذبحتم فاحسنو ا لذبح ولیحد احدکم شفرتہ فلیرح ذبیحتہ ۔ [70] **بے شک** اللہ نے ہر چیز پر احسان کرنا لکھ دیا ہے،تو پس تم جب قتل کرو تو اچھے طریقے سے کرو اور جب تم ذبح کرو تو اچھے طریقے سے ذبح کرو اور چاہیے کہ تم اپنی چھری کو تیز کرو تا کہ ذبیحے کو آسانی پہنچے۔

اس بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ خون بہادو جس طرح تم چاہو اور اللہ کا نام لو۔[71] رسول ﷺ سے سوال کیا گیا کہ ایک عورت نے ایک بکری کو پتھر کے ساتھ ذبح کر دیا تو آپ ﷺ نے اس کو کھانے کا حکم دیا۔[72] لوہے کے ساتھ ذبح کرنا

---

[66]۔ بدائع الصنائع،۵:۴۲ ؛ التاج والاکیل لمختصر خلیل:۳: ۱۶ ؛ نھایۃ المحتاج الی شرح المنھاج ،محمد بن شھاب الدین رملی،(بیروت،دارالفکر،س۔ن)۸: ۱۲۱ ؛ مغنی،عبداللہ بن احمد بن قدامہ المقدسی ابو محمد،(دار احیاء التراث العربی) ،۹:۳۱۶؛ المحلی بالاثار،علی بن محمد،دارالفکر:ج۶،ص ۱۳۷

[67]۔القرآن ۵۰:۲۲

[68]۔بدائع الصنائع:۵: ۴۲؛نھایۃ المحتاج الی شرح المنھاج،محمد بن شھاب الدین رملی،دارالفکر، ۸:۱۲۱؛مغنی،عبداللہ بن احمد بن قدامہ المقدسی ابو محمد،(بیروت،دار احیاء التراث العربی،س۔ن)۹:۳۱۶؛المحلی بالاثار،علی بن محمد،دارالفکر ،ج ۶،ص۱۳۷

[69]۔ایضا

[70]۔ صحیح مسلم،رقم الحدیث ۱۹۵۵

[71]۔سنن البیھقی الکبری،احمد بن حسین بن علی بن موسی ابو بکر البیھقی،رقم الحدیث ۱۸۹۲۷

[72]۔بخاری ،ج۵ الحدیث ۲۰۹۶

جائز ہے۔ یہ اس وجہ سے جائز نہیں کہ وہ لوہے کی جنس میں سے ہے بلکہ اس میں حدید والا معنی یعنی "تیزی" پایا گیا ہے۔ کسی وادی میں چرتے ہوئے اونٹنی کو موت آگئی اور اس کے پاس کوئی چیز ایسی نہ تھی جس کے ساتھ وہ نحر کرسکے اس نے ایک کیل پکڑا اور اس کے لبۃ میں چبھو دیا حتیٰ کہ اس کا خون بہہ گیا وہ پھر نبی ﷺ کے پاس آیا اور آکر اس کی خبر دی تو آپ ﷺ نے اس کے کھانے کی اجازت دی۔[73]

دوسرا مسلک: ذبح بغیر لوہے کے نہیں ہوتا حدید سے مراد وہ معروف دھات ہے۔ جو بقیہ دھاتوں کے مقابلے میں مشہور ہے۔ اور اگر یہ نہ مل سکے اور ذبیحے کے فوت ہونے کا بھی خدشہ ہو۔ اس صورت میں جو بھی چیز ذبیحہ کے اعضاء کو کاٹ دے اس سے ذبح جائز ہو گا۔ چاہے وہ چھلتر، لکڑی، تیز دھار پتھر اور شیشہ ہی کیوں نہ ہو۔ اور یہ حدید کا دوسرا لغوی معنی ہے اور اسی کی طرف امامیہ کا میلان ہے۔ انہوں نے درج ذیل سے استدلال کیا ہے۔ محمد بن مسلمؒ صحیحہ میں ہے کہتے ہیں کہ میں نے سوال کیا امام باقرؒ سے اس ذبیحہ کے متعلق جس کو لکڑی کی چھلتر یا مروۃ پتھر کے ساتھ ذبح کیا جائے انہوں نے فرمایا: لوہے کے بغیر ذبح نہیں ہے۔ امام صادقؒ بیان کرتے ہیں انہوں نے فرمایا: میں نے ان سے سوال کیا لکڑی، پتھر اور بانس کے ذبیحہ کے متعلق آپؒ نے کہا کہ علیؓ نے فرمایا بغیر حدید کے درست نہیں۔[74]

دوسری شرط: دانت اور ناخن نہ ہوں:

ایسے دانت اور ناخن نہ ہوں جو اپنی حالت پر ہی قائم ہوں۔ فقہاء کا اس میں اختلاف ہے کہ آیا دانت اور ناخن کے ساتھ ذبح کرنا چاہیے یا نہیں[75]۔ **پہلا قول: حنفیہ** کا اس طرف میلان ہے کہ قائم یعنی جڑے ہوئے ناخن اور دانت نہ ہوں اور **مالکیہ** کا ایک قول بھی اس سے ملتا جلتا ہے۔ اس قول کے ماننے والوں نے دلیل دی ہے کہ: رافع بن خدیجؓ کہتے ہیں کہ میں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ ہماری کل دشمنوں سے ملاقات ہونے والی ہے اور ہمارے پاس کوئی چھری نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا جو چیز خون کو بہا دے (دانت اور ناخن نہ ہوں) اور جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو اس کو کھالو اور میں تمہیں بتاتا ہوں کہ جو دانت ہے یہ تو ہڈی ہے اور ناخن جو ہے یہ حبشیوں کی چھری ہے۔[76] **دوسرا قول:** ذبح مطلق طور پر دانت اور ناخن کے ساتھ چاہے وہ متصل ہوں یا منفصل جائز نہیں ہے اور اس کی طرف شافعیہ، مالکیہ، حنبلیہ اور ظاہریہ کا میلان ہے[77]۔ انہوں نے بھی

---

[73]۔ بدائع الصنائع، ج۵ ص ۴۲

[74]۔ روضہ البھیۃ فی شرح اللمعۃ دمشقیہ، ج۷ ص ۲۳۴

[75]۔ بدائع الصنائع:۵: ۴۲؛ شرح مختصر خلیل للخرشی، محمد بن عبد اللہ الخرشی، (بیروت، دار الفکر، س۔ن)، ج۳، ص ۱۷

[76]۔ مسلم، باب جواز الذبح بکل ما انھر الدم الا السن والظفر وسائر العظام، رقم الحدیث ۵۲۰۴

[77]۔ المجموع شرح المھذب، یحی بن شرف الدین نووی، ج ۹، ص ۹۲

مندرجہ بالا حدیث سے ہی استدلال کیا ہے اور دلالت کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ جس سے ذبح کرنا متصل درست نہیں تھا اس سے منفصل طور پر درست نہیں ہے۔[78]

ہڈی کے بارے میں فقہاء کرام کا موقف:

ذبح کے آلات میں سے ایک ہڈی بھی ہے۔ اور یہ بھی کہ ہڈی سے مراد دانت اور ناخن نہیں ہیں۔

پہلا قول: جمہور کا میلان ہڈی کے ساتھ ذبح کرنے کے جواز کے متعلق ہے۔ ان میں حنفیہ، مالکیہ، حنابلہ اور ظاہریہ کا بھی یہی موئقف ہے۔

حنفیہ اور مالکیہ نے ہڈی کے ساتھ ذبح کرنے کی اجازت دی ہے۔[79]

حنابلہ نے کہا ہے کہ ہڈی کے بارے میں دو روایتیں ہیں ایک احمد سے اور مذہب جواز کا ہے۔[80]

ظاہریہ نے کہا ہے۔ ابن حزم فرماتے ہیں: "تزکیہ یعنی ذبح اور نحر ہر چیز کے ساتھ جائز ہے۔ سوائے ان چیزوں کے (خنزیر کی ہڈی، گھریلو گدھے کی ہڈی، درندوں کی ہڈی، پرندوں کی ہڈی، انسان کی ہڈی) چنانچہ ان کے ساتھ ذبح یا نحر کیا گیا تو وہ حلال نہیں ہو گا بلکہ وہ مردار اور حرام ہے۔ اور انہوں نے مزید کہا کہ ذبح کرنا مردار کی ہڈیوں کے ساتھ بھی جائز ہے سوائے ان جانوروں کی ہڈیوں کے جن کا اوپر ذکر ہو چکا ہے"۔[81] اور انہوں نے استدلال کیا ہے ہڈیوں کو ضمن میں لینے والی ان تمام کی تمام احادیث سے جو ہڈیوں کے ساتھ نحر کو مباح قرار دیتی ہیں اور یہ اس وجہ سے ہے کہ مقصود تو ان سے حاصل ہو جاتا ہے اور مزید یہ باقی تمام آلات کے تشابہ بھی ہیں۔[82]

دوسرا قول: ہڈی کے ساتھ نحر کرنا درست نہیں اس کی طرف **شافعیہ** کا میلان ہے۔ اور **حنابلہ** کی بھی ایک روایت اس کے متعلق ہے۔ ان کا استدلال اس بات سے ہے کہ دانت کے ساتھ ذبح کرنے کی جو ممانعت آئی ہے اس میں بھی یہ ہے کہ دانت تو ہڈی ہے تو پھر ہڈی کے ساتھ ذبح کرنا یہ تو بالاولی منع ہونا چاہیے۔ دوسرا سبب یہ کہ یہ امور تعبدیہ میں سے ہے کہ یہ ہڈی خون کے ساتھ نجس ہو جائے گی، اور جب کہ ہمیں ہڈی کے ساتھ استنجا کرنے سے منع کیا گیا ہے، اس کی نجاست کے ڈر سے کیونکہ یہ جنوں کی خوراک ہے۔[83]

78۔ المغنی، ج ۹، ص ۳۱۶

79۔ بدائع الصنائع، ۵: ۴۲؛ شرح مختصر الخلیل: ج ۳، ص ۱۷

80۔ المغنی، ج ۹، ص ۳۱۶

81۔ محلی، ج ۶، ص ۱۳۷

82۔ المغنی المحتاج الی معرفۃ الفاظ المنھاج، محمد بن احمد شربینی الطیب، (بیروت، دار الکتب العلمیۃ، س۔ن): ج ۴، ص ۲۷۳

83۔ مواھب الجلیل فی شرح مختصر الخلیل، محمد بن محمد بن عبد الرحمن الحطاب، (بیروت، دار الکتب العلمیۃ، ۱۹۹۵ء)، ۳: ۳۱۲،

ذبح کرنے والے کیلئے شرائط و محل ذبح:

مجموعی طور پر ذبح کرنے والے میں پائی جانے والی شرائط یہ ہیں:

اول: عاقل ہونا: ضروری ہے چاہے وہ مرد ہو یا عورت، بالغ ہو یا نابالغ اس قول کی طرف جمہور فقہاء جن میں حنفیہ، مالکیہ، حنابلہ، اور ایک قول کے مطابق شافعیہ کا بھی میلان ہے۔[84]

دوم: مسلمان یا کتابی ہو: لہذا بت پرست اور مجوسی کا ذبیحہ حلال نہیں اور یہ جمہور فقہاء کے نزدیک **متفق علیہ** ہے۔[85]

سوم: حالت احرام میں نہ ہو: ذبح کرنے والا جب اس کا بری شکار "چاہے وہ پرندہ یا چوپایا ہو" کو ذبح کرنے کا ارادہ ہو تو وہ حالت احرام میں نہ ہو۔ چنانچہ محرم کا بری شکار کے درپے ہونا اس پر حرام ہے یہ درپے ہونا شکار کے ساتھ، قتل کے ساتھ یا اس کے علاوہ ہو۔ اور اس پر اسی طرح ہی حرام ہے کہ حلال آدمی بری شکار پر کسی طرح کی رہنمائی کرے یا اس کا حکم دے یا اس کا اشارہ کرے اور جس کو محرم بری شکار میں سے ذبح کر دے وہ مردار ہے۔ کیونکہ اللہ تعالی کا قول ہے۔یا یھا الذین امنو ا لا ا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَ اَنْتُمْ حُرُمٌ[86]۔**جمہور کا میلان بھی اسی طرف ہے۔**[87]

چہارم: ذبیحے پر اللہ تعالی کا نام لے: کیونکہ ذبح اللہ تعالی کی عبادت ہے اور خالص توحید کے شعائر میں سے ہے۔ جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالی فرماتے ہیں: ﴿قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُکِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَا شَرِیْکَ لَہٗ ------﴾[88] **چنانچہ اس سے بات معلوم ہو جاتی ہے** کہ ذبح لغیر اللہ کا ارتکاب کرنے والا خطاء پر ہے اور وہ ظالم مشرک ہے۔ کیونکہ اس نے عبادت ذبح کو اس کے غیر مستحق کی طرف پھیر دیا ہے۔ اور اس کا مستحق صرف رب العالمین ہے۔ اور اسی وجہ سے علماء نے ذکاۃ کی صحت میں شرط عائد کی ہے کہ ذبح کرنے والا ذبح کے وقت بسم اللہ کہے۔

ذبیحہ پر تسمیہ کے حکم میں تین اقوال:

المجموع شرح المھذب، ج ۹، ص ۸۶

[84]۔ مواھب الجلیل فی شرح مختصر الخلیل، محمد بن محمد بن عبد الرحمن الحطاب، (بیروت، دار الکتب العلمیۃ، ۱۹۹۶ء)، ج ۳، ص ۳۱۲

[85]۔ القرآن ۵:۹۵

[86]۔ مقنع، ۱:۴۳۶؛ دسوقی، ۲: ۷۲؛ مغنی المحتاج، ۱: ۵۲۵، کشاف القناع، ج ۲، ص ۴۳۷

[87]۔ القرآن ۶:۱۶۲۔۱۶۳

[88]۔ محلی، ج ۶، ص ۸۷

پہلا قول: یہ مطلق طور پر فرض ہے۔اس قول کی طرف ظاہریہ کا میلان ہے۔[89] **دوسرا قول:** اگر یاد ہو تو فرض ہے وگرنہ بھول جانے کی صورت میں رخصت ہے اس قول کی طرف امام مالکؒ، امام ابو حنیفہؒ اورامام احمدؒ کا میلان ہے۔[90] **تیسرا قول:** شافعیہ کہتے ہیں کہ تسمیہ سنت موء کدہ ہے۔[91] اسلامی ذبیحہ کی شرط یہ ہے کہ ہر ذبح کے وقت اللہ کے اس نام کا شکر ادا کیا جائے کہ روح حیوانی میں مساوات کے باوجود اس نے کچھ جانوروں کو ہمارے لیے حلال کر دیا ہے،اور اس شکر کے ادا کرنے کا طریقہ قرآن وسنت نے یہ بتلایا کہ ذبح کے وقت اللہ کا نام لیں،بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبح کریں۔

قرآن کریم کے ارشادات اس معاملہ میں حسب ذیل ہیں: وَ لَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِاسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ ---- [92] اور ایسے جانوروں میں سے مت کھاؤ جن پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو اور بلاشبہ یہ گناہ کی بات ہے اور یقیناشیاطین اپنے دوستوں کو تعلیم دے رہے ہیں، تاکہ یہ تم سے جدال کریں اور تم ان لوگوں کی اطاعت کرنے لگو تو یقیناتم مشرک ہو جاؤ۔

فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَآفَّ[93] سو تم ان اونٹوں کو نحر کرنے کے وقت کھڑے کر کے اللہ کا نام لیا کرو۔ اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَ الدَّمَ وَ لَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَ مَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ۔[94] تم پر صرف مردار کو حرام کیا ہے اور خون کو اور خنزیر کے گوشت کو،اور جس چیز کو غیر اللہ کے ساتھ نامزد کر دیا گیا ہو۔وَ مَا لَكُمْ اَلَّا تَاْكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَاسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ۔[95] اور تم کو کون سا امر اس کا باعث ہو سکتا ہے کہ تم ایسے جانور میں سے نہ کھاؤ جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو۔

يَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَآ اُحِلَّ لَهُمْ ---- وَ اذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ۔[96] لوگ آپ سے پوچھتے ہیں کہ کیا جانور ان کیلئے حلال کیے گئے ہیں ؟آپ فرما دیجیے کہ تمھارے لیے کل جانور حلال رکھے ہیں اور جن شکاری جانوروں کو تعلیم دو اور تم ان کو چھوڑو بھی اور ان کو

[89]۔ منتقی شرح موطا:۳: ۱۰۴؛الشربینی ، محمد بن احمد ،الخطیب الشربینی، مغنی المحتاج الی معرفۃ معانی الفاظ المنہاج ،(بیروت،دارالفکر،س۔ن)،ج ۹ ، ص ۳۱۰

[90]۔ النووی ، محی الدین بن شرف، المجموع شرح المہذب ،(بیروت،دارالفکر،س۔ن)،ج۸، ص ۳۸۷

[91]۔ القرآن ۶:۱۲۱

[92]۔ القرآن ۲۲:۳۶

[93]۔ القرآن ۱۶: ۱۱۵

[94]۔ القرآن ۶ : ۱۱۹

[95]۔ القرآن ۵: ۳

[96]۔ القرآن ۵: ۴

اس طریقے سے تعلیم دو جو تم کو اللہ تعالی نے دیا ہے تو ایسے شکاری جانور جس شکار کو تمھارے لیے پکڑیں اس کو کھاؤ اور اس پر اللہ کا نام بھی لیا کرو۔

آیت مذکورہ سے مندرجہ ذیل امور ثابت ہوتے ہیں:

۱۔ جانوروں کا معاملہ عام انسانی غذائوں کی طرح نہیں بلکہ ان کے حلال ہونے کیلیے خاص شرائط ہیں۔

۲۔ سب سے پہلی اور اہم شرط یہ ہے کہ ذبح کرنے کے وقت اللہ کا نام لیا جائے، قرآن کریم کی مذکورہ آیتوں میں اس شرط کو بہ تکرار ذکر فرمایا ہے۔ اور اس کے مثبت اور منفی دونوں پہلوؤں کو وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے کہ صرف اس جانور کا گوشت کھاسکتے ہو جس کے ذبح کے وقت اللہ کا نام لیا گیا ہو۔ اور وہ جانور حرام ہے جس پر اللہ کا نام نہیں لیا گیا.

۳۔ یہ کہ جس جانور پر بوقت ذبح غیر اللہ کا نام لیا گیا وہ حرام ہے، جیسے کفار اپنے بتوں اور مصنوعی خدائوں کے نام پر ذبح کیا کرتے تھے۔

۴۔ جو جانور گلا گھونٹ کر یا چوٹ مار کر مارا گیا ہو، یا کسی اونچی جگہ سے گر کر یا کسی کی ٹکر سے مر گیا ہو یا جس کو کسی درندے نے کاٹا ہو وہ حلال نہیں بجز اس کے کہ اس کی جان نکلنے سے پہلے اس کو شرعی صورت سے ذبح کر لیا جائے۔

۵۔ ذبح کے وقت اللہ کے نام لینے کی شرط سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ کسی کافر مشرک کا ذبیحہ حلال نہیں کیونکہ وہ ذبح کہ وقت اللہ کا نام لینے پر عقیدہ نہیں رکھتے، اس مسئلے میں عام کفار میں سے اہل کتاب کو اس لیے مستثنی کر دیا گیا ہے کہ اہل کتاب یہود و نصاری کا اپنا مذہب بھی شریعت اسلام کے مطابق ہے۔ کہ ان کے نزدیک ذبح کرنا اور اس پر اللہ کا نام لینا ضروری ہے۔ گلا گھونٹا ہوا یا چوٹ یا ٹکر وغیرہ سے مارا ہوا جانور حرام ہے۔

پنجم: ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام لینا: ذبح کے شرائط میں سے یہ بھی ہے کہ غیر اللہ کا نام ذبح کے وقت بلند نہ کرے اور مقصد اس سے اللہ کے علاوہ کی تعظیم ہے چاہے وہ آواز بلند کرے یا نہ کرے چاہے اس کے ساتھ اللہ کی تعظیم بھی ہو یا نہ ہو اور مشرکین اپنی آوازوں کو اپنے معبودوں کے ناموں کے ساتھ بلند کرتے تھے۔ اور وہ ان کی طرف اپنے ذبیحوں کی نسبت کر کے تقرب حاصل کرتے تھے اور یہ شرط متفقہ ہے اور قرآن نے اس کی صراحت کی ہے۔[97]

ششم: ذبح کرنے والا گردن کو اگلی طرف سے کاٹے: اگر ذبیحے کو گدی کی طرف سے کاٹا جائے گا تو ذبیحہ حلال نہیں ہو گا۔ کیونکہ حرام مغز کے کٹ جانے سے ہی وہ مردار ہو جائے گا۔ اور اسی طرح ہی اگر وہ گردن کے ایک طرف سے مارے اور حرام مغز تک پہنچ جائے تو پھر بھی حلال نہیں اور اگر وہ چھری چلانے کی ابتدا کرے ایک پہلو سے اور چھری کو دوسرے پہلو کی طرف مائل کر کے چلائے اور حرام، مغز کی بتی نہ کٹے اسے کھایا جا سکتا ہے۔ جمہور فقہاء بھی کا میلان اسی طرف

[97]۔ بدائع الصنائع، ج۵، ص ۴۸

ہے۔[98] شافعیہ اور حنابلہ نے اس بات کی صراحت کی ہے کہ اگر گدی کی طرف سے کاٹ دیا گیا تو یہ نافرمانی ہے۔ اگر اس نے جلدی کر دی اور حلقوم اور کھانے کی نالی کو کاٹ دیا اور ذبیحہ کے اندر حیات مستقرہ بھی موجود تھی تو یہ حلال ہے۔ کیونکہ ذبح اس وقت نہیں ہوا جب وہ زندہ تھا اور اگر وہ زندہ نہیں تو پھر وہ حلال بھی نہیں چونکہ وہ مردار ہو چکا ہے اور مردار کو ذبح فائدہ نہیں دیتا۔[99] حنابلہ کہتے ہیں کہ اگر اس نے جان بوجھ کر کیا تو دو میں سے ایک روایت یہ ہے کہ وہ حلال ہے۔ اس کو ابن قدامہؒ اور مرداویؒ نے بھی حلال قرار دیا ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ وہ حلال نہیں ہے۔ اور یہی احمد سے منصوص ہے۔[100]

ہفتم: تزکیہ کے تمام سے قبل اپنا ہاتھ نہ اٹھائے: ایک صورت کے علاوہ اس میں کوئی ضرر نہیں اور وہ صورت یہ ہے کہ اگر اس نے اس کی بعض قتل کی جگہوں کو کاٹ دیا اور کچھ دور سے ذبح کی تکمیل کیلیے دوبارہ یہ کام کیا۔ مندرجہ بالا صورت کے علاوہ ہو تو مالکیہ کے راجح مسلک کے مطابق کھایا جا سکتا ہے اور اس شرط کو صرف مالکیہ نے لگایا ہے۔[101]

ہشتم: ذبح کی نیت ہو: ذبح کرنے والا شرعی تزکیہ کی نیت کرے اگرچہ وہ مستحضر نہ ہو تو اس ذبیحے کا کھانا حلال ہے۔ اگر ذبح کرنے والے نے جانور کی موت کا قصد کیا ہے۔ یا ذابح نے جانور کو صرف چوٹ لگانے کا قصد کیا ہے اور وہ چوٹ محل ذبح پر لگ گئی، اس سے جانور کی موت واقع ہو گئی تو اس کو کھایا نہیں جائے گا کیونکہ اس نے ذبح کی نیت نہیں کی تھی۔ مالکیہ، شافعیہ اور حنابلہ کا یہی مؤقف ہے۔[102]

حیوان کو ذبح کرنے کی جگہ: اس کی دو قسمیں ہیں۔

پہلی قسم: فقہاء کا اتفاق ہے کہ ذبح کی جگہ وہ حلق اور لبۃ ہے اور اس کے علاوہ کسی اور جگہ سے ذبح کفایت نہیں کرے گا۔ ذبح حلق اور لبۃ کے ساتھ خاص ہے کیونکہ یہ رگوں کے جمع ہونے کی جگہ ہے۔ ذبح کے ساتھ خون نکل جاتا ہے، روح نکل جاتی ہے اور گوشت جو ہے وہ عمدہ ہو جاتا ہے۔ اور حیوان پر بھی آسانی ہو جاتی ہے۔[103] اس مؤقف کے لوگوں نے اس سے استدلال کیا ہے جس کو سعید بن جبیرؓ نے عبداللہ بن عباسؓ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ذبح جو ہے وہ حلق اور لبۃ میں ہو گا۔[104] ذکاۃ حلق میں ذبح کرنا ہے۔ اور یہ اونٹوں کے علاوہ میں ہو گا۔ اونٹوں کا معاملہ اس سے مختلف ہے کیونکہ ان میں نحر

---

[98]۔ البحر الرائق شرح کنز الدقائق، ج ۸، ص ۱۹۴

[99]۔ المجموع شرح المھذب: ج۹، ص ۹۵

[100]۔ ابن قدامہ، عبداللہ بن احمد، المغنی، (مصر، مطبعۃ المنار، ۱۳۴۸ھ)، ج ۹، ص ۳۱۹

[101]۔ حاشیہ الدسوقی علی شرح الکبیر، محمد ابن احمد ابن عرفۃ الدسوقی، ج ۴، ص ۳۱۰

[102]۔ مواھب الجلیل، ۳: ۲۰۹؛ نھایۃ المحتاج الی شرح المنھاج ۸، ص ۱۱۴

[103]۔ المنتقی، ۳: ۱۰۹؛ مغنی، ج ۹، ص ۳۱۶

[104]۔ فتح الباری شرح صحیح البخاری، احمد بن علی بن حجر عسقلانی، ج۹، ص ۶۴۱

کیا جاتا ہے اور اس کی جگہ لبۃ ہے۔ لبۃ وہ گڑھا ہے جو گردن کی سینے کی ابتدا میں ہوتا ہے یعنی وہ سوراخ جو گردن کے نیچے حصے میں ہوتا ہے یا یوں کہہ لیجیے وہ جگہ جہاں سینے پر ہار پہنایا جاتا ہے[105]۔

دوسری قسم: ذبح کے وقت کتنی مقدار کو کاٹنا واجب ہے۔ علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ وہ ذبح جس میں دونوں رگیں، مجری الطعام اور حلقوم کاٹ دیا جائے تو اس کا کھانا مباح ہے۔ اور کم سے کم حد جس کو کاٹنا واجب ہے اس میں اختلاف ہے۔ اور اس میں پانچ اقوال ہیں:

پہلا قول: چار اعضاء کو کاٹنا واجب ہے۔ ۱۔ مجری الطعام ۲۔ حلقوم ۳۔ مجری النفس ۴۔ دونوں رگیں (یہ وہ دو رگیں ہی ہیں جو حلقوم کا احاطہ کیے ہوئے ہوتی ہیں۔ قدرت رکھنے کے باوجود ان میں سے بعض کو کاٹ دینا اور بعض کو چھوڑ دینا یہ کفایت نہیں کرتا اس کی طرف ظاہریہ کا میلان ہے۔[106] جب حلقوم کاٹ دیا جائے اور خون نکل آئے تو کوئی حرج نہیں۔ **ابن حزم**ؒ فرماتے ہیں کہ ذبح صرف اسی صورت میں ہوتا ہے جب دونوں رگیں، حلقوم اور مجری الطعام کٹ جائیں۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ زندہ حیوان کو حرام ہی تسلیم کیا جائے گا حتی کہ اسے ذبح کر دیا جائے نیز چار رگیں کاٹ دی جائیں تو یہ ذبح صحیح ہے اور اس کی حلت پر اجماع ہے۔ اور جو اس سے کم ہو گا اس میں اختلاف ہے۔ پس وہ حرمت سے نکل کر حلت کی طرف نہیں پہنچ سکتا مگر اجماع کی صورت میں **ابو محمد**ؒ فرماتے ہیں یہ ایک ایسا قضیہ ہے جو ابتدا کے اعتبار سے تو صحیح لیکن انتہا کے اعتبار سے ناقص ہے۔ واجب بات یہ ہے کہ انہیں یہ کہنا چاہیے تھا کہ جس کی تحریم صحیح ہے تو جائز نہیں کہ اسے تحریم سے تحلیل کی طرف خارج کیا جائے مگر ایک ہی صورت میں جب صحیح نص مل جائے پھر ہم اس بات کی پرواہ نہیں کریں گے کہ اس پر اجماع ہوا ہے یا اس میں اختلاف ہے۔[107]

دوسرا قول: امام **ابو حنیفہ**ؒ فرماتے ہیں: ذبح میں کاٹنے کی مقدار یہ ہے کہ اکثر رگوں کو کاٹ دیا جائے اور اس سے مراد تین رگیں ہیں۔ اگر ان میں سے کسی ایک کو چھوڑ دیا جائے تو وہ بھی حلال ہو گا۔[108] اور حدیث بھی یہی ہے کہ رگوں کو کاٹ دو جس چیز سے بھی چاہو۔[109] **ابو یوسف**ؒ کہتے ہیں کہ حلال نہیں حتی کہ حلقوم اور مجری الطعام کٹ جائے اور دو رگوں میں سے کوئی ایک کٹ جائے۔ **ابو محمد**ؒ فرماتے ہیں کہ جب تک چار رگوں میں سے ہر ایک کا اکثر حصہ نہ کٹ جائے اس وقت تک حلال

---

[105]۔ احکام الاطعمۃ واحکام الصید والذبائح فی الفقہ الاسلامی، د۔ ابو سریع محمد عبد الہادی، (بیروت، دار الجلیل، س۔ن)، ص ۱۵۹

[106]۔ المحلی، دار الجلیل، بیروت۔ لبنان، ج ۷، ص ۴۴۱

[107]۔ المحلی، ج ۷، ص ۴۴۱

[108]۔ بدائع الصنائع، ج ۵، ص ۴۱

[109]۔ نصب الرایۃ، ج ۴، ص ۱۸۵

نہیں۔ اور ابو محمدؒ کے قول کی صورت یہ ہے کہ جب چاروں اعضاء میں سے ہر ایک رگ کا اکثر حصہ کٹ جائے گا تو ذبح کرنے کا مقصد حاصل ہو جائے گا۔

تیسرا قول: مالکیہ کے نزدیک: ذکاۃ کے صحیح ہونے کی شرط حلقوم کا کٹنا ہے۔ یہ وہی نرخرہ ہے جو سانس گذرنے کی جگہ ہے۔ اور اس طرح ہی دونوں رگیں گردن کے دونوں اطراف میں اور اکثر رگیں ان کے ساتھ ملی ہوتی ہیں۔ چنانچہ انہوں نے مجری الطعام کو کاٹنے کی شرط نہیں لگائی۔ اور انہوں نے ایک اضافہ یہ کیا ہے۔ کہ قربانی کی صحت کی شرط یہ ہے کہ ذبح اگلے حصے کی طرف سے ہو پچھلے حصے کی طرف سے نہ ہو۔[110] انہوں نے استدلال کیا ہے۔ رفاع بن رافع بن خدیجؓ کی حدیث سے انہوں نے روایت کیا ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا جس کا خون بہ جائے اور جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو اسے کھالو۔[111] دلالت کی وجہ: خون کو بہانا یہ رگوں کو کاٹنے سے ہی حاصل ہوتا ہے کیونکہ یہی خون کے بہنے کی جگہیں ہیں۔

چوتھا قول: یہ ہے کہ صرف حلقوم اور مجری الطعام کو کاٹ دینا ہی کافی ہے۔ دونوں رگوں کا کاٹنا یہ مستحب ہے۔ کیونکہ اس سے روح آسانی سے نکل جاتی ہے اور یہ ذبح میں احسان بھی ہے۔ دونوں رگوں کے کاٹنے کے عدم وجوب کے بارے میں قول کی علت بیان کی ہے کہ دونوں رگیں حیوان سے آہستہ آہستہ نکلتی ہیں۔ تو ان مین زندگی باقی رہتی ہے۔ اور جس کی بھی یہ صورت ہوگی اس کے کاٹنے کی یہ شرط نہیں لگائی جاسکتی۔ باقی لوگوں کی طرح شافعیہ بھی اس طرف گئے ہیں اور حنابلہ کی بھی ایک روایت یہی ہے۔[112]

پانچواں قول: حنابلہ کے نزدیک حلقوم اور مجری الطعام کا تھوڑا تھوڑا کٹ جانا ہی کفایت کر جائے گا۔ ان کے نزدیک ان دونوں کو مکمل طور پر کاٹنا ضروری نہیں ہے۔ یہی بات ان کی طرف سے مشہور ہے اور ان کا مذہب بھی یہی ہے۔[113]

نتائج بحث مع دلائل:

فقہاء کے درمیان اس امر میں اختلاف ہے کہ کتنا حصہ کٹنا کافی ہے۔ حنفیہ کہتے ہیں کہ حلق کی ابتدا سے لے کر سینے کی ابتدا تک کی جگہ سے کاٹنا ذبح ہے اس طرح کہاوداج خون کی رگیں نرخرہ اور مرئی کٹ جائے اگر ان میں سے کوئی سی تین رگیں کٹ گئیں تو یہ بھی کافی ہے۔ کیونکہ احناف کے نزدیک دلیل یہ ہے کہ اکثر کا کٹ جانا کل کے کٹ جانے کے مترادف

[110]۔ المنتقی شرح الموءطا، ج۳، ص ۱۱۳

[111]۔ بخاری، رقم الحدیث: ۵۱۸۴؛ مسلم، رقم الحدیث ۱۹۶۸

[112]۔ الام، محمد بن ادریس شافعی، دارالمعرفۃ، بیروت لبنان۸/۳۹۱؛ مغنی المحتاج: ۴/۲۷۱؛ ابن قدامہ، موفق الدین، شمس الدین، المغنی والشرح الکبیر علی متن المقنع فی فقہ الامام احمد بن حنبل، ج ۱۱، ص ۴۶

[113]۔ المرداوی، علاؤ الدین، علی بن سلیمان، الانصاف فی معرفۃ الراجح من الخلاف علی مذھب الامام احمد بن حنبل، (بیروت، دار احیاء التراث العربی، ۱۴۱۹ھ)، ج ۱۰، ص ۳۹۴

ہے۔**مالکیہ** کے نزدیک ذبح کرنا یہ ہے کہ حلقوم یعنی سانس کی نالی اور گردن کی دونوں شہ رگیں (اوداج) سامنے سے کٹ جائیں۔ چنانچہ دونوں رگوں میں سے اگر ایک کٹی اور دوسری نہ کٹی تو ذبیحہ حلال نہ ہو گا۔**شافعیہ** کی رائے میں ذکاۃ شرعی یہ ہے کہ حلقوم اور مرئی دونوں پوری کٹ جائیں۔**حنابلہ** کے نزدیک حلقوم اور مرئی کے کٹ جانے سے ذکاۃ شرعی کا عمل مکمل ہو جاتا ہے۔**شافعیہ اور حنابلہ** کے دلائل کے مطابق ذبح کرنے سے مقصود یہ ہے کہ جانور کی روح نکل جائے اور مرئی اور حلق کے کٹ جانے سے یہ مقصد پورا ہو جاتا ہے۔ چنانچہ ان دونوں کے کٹ جانے کے بعد جانور زندہ نہیں رہتا حنفیہ کہتے ہیں کہ شافعیہ کی دلیل لفظاً اور معناً کمزور ہے۔لفظاً تو اس لیے کہ اوداج کے لفظ کا اطلاق حلقوم پر نہیں ہوتا اور معناً اس لیے کہ ذبح کرنے کا اصل مقصد خون کا بہانا ہے اور یہ مقصد خون کی نالیوں یعنی وجدان کے کٹنے سے حاصل ہوتا ہے۔[114] جیسا کہ ظاہر ہے اس مسئلے میں احناف کی رائے قوی تر ہے کیونکہ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی درج ذیل حدیث نبوی ﷺ بھی ان کی تائید کرتی ہے وہ فرماتے ہیں کہ: حضور نبی کریم ﷺ نے شیطان کے ذبیحے سے منع فرمایا ہے جو یہ ہے کہ جانور کو ذبح کیا جائے اس طرح کہ اس کی جلد تو کاٹی جائے لیکن اوداج یعنی خون کی رگیں کاٹے بغیر یونہی چھوڑ دیا جائے یہاں تک کہ وہ مر جائے۔ شافعیہ اور حنابلہ اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اس سے مراد وہ شخص ہے جو مرئی یعنی غذا کی نالی کو نہ کاٹے اور جانور کو یونہی مرنے کیلیے چھوڑ دے ان کی دلیل مندرجہ ذیل حدیث سے ہے: جس ذبیحے کا خون بہہ گیا ہو اور اس پر اللہ کا نام لے لیا گیا ہو اسے کھاؤ۔ اس حدیث میں خون کی رگوں یعنی ودجان کے کاٹے جانے کا کوئی ذکر نہیں بلکہ کہا گیا ہے جس سے ذبیحے کا خون نکل گیا ہو جس سے مراد یہ کہ حلقوم یعنی نرخرہ اور مرئی کٹ چکی ہو۔

حاصل کلام

شریعت میں تزکیہ، ذکاۃ ذبح شدہ جانور کا خون بہہ جانے اور اس کی خون کی رگیں یعنی اوداج کٹ جانے سے، نحر شدہ جانور کے نحر ہو جانے سے اور جو جانور قابو سے باہر ہو گیا ہو اس کے عقر ہو جانے سے، عبارت ہے۔ ذکاۃ کی دو قسمیں ہیں۔ ۱۔ ذکاۃ ضروری ۲۔ ذکاۃ اختیاری۔ ذکاۃ ضروری سے مراد عقر کرنا ہے۔ ذبح کا معنی شہ رگ کو کاٹنا ہے۔ نحر سے مراد حلق کے آخری حصے سے گردن کی رگوں کی رگوں کو کھول دینا ہے۔ عقر اس جانور کو کیا جاتا ہے جو اس کے قبضہ ءاختیار میں نہ ہو اور اس کو ذبح یا نحر کرنا اس کے اختیار میں نہ ہو۔ آلہٴ ذبح سے مراد ہر وہ چیز جو رگوں کو کاٹ دے، خون کو بہادے اس کے ساتھ ذبح کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، لیکن ذبح ہڈی، دانت اور سینگ کے ساتھ جائز نہیں ہے۔ حدید کے بارے میں لوگوں میں یہ تاثر پایا جاتا ہے کہ اس سے مراد خاص لوہے کی دھات ہے۔ صحیح بات یہ ہے کہ حدید سے مراد کسی بھی چیز کے اندر پائی جانے والی تیزی ہے۔ ذبح مطلق طور پر دانت اور ناخن کے ساتھ جائز نہیں ہے چاہے وہ متصل ہوں یا منفصل۔ ہڈی کے ساتھ جمہور

---

[114]۔ابن الہمام، کمال الدین، محمد بن عبدالواحد، فتح القدیر، (بیروت، داراحیاء التراث العربی، س۔ن)، ج۹، ص۴۹۳۔۴۹۴؛ بدائع الصنائع، ج ۶، ص ۲۷۶

علماء کا مذہب یہی ہے کہ ہڈی کے ساتھ جائز ہے۔ کیونکہ اس سے خون کا بہانا تو حاصل ہو جاتا ہے۔ اور یہی مطلوب و مقصود ہے۔ ذبح کرنے والے کیلئے شرائط عاقل ہونا، مسلمان ہونا، حالت احرام میں نہ ہو، ذبیحے پر اللہ تعالی کا نام لے، گردن کو اگلی طرف سے کاٹے۔ ذبح کیلئے اس کی اصل جگہ حلق اور لبۃ ہے کیونکہ یہ رگوں کے جمع ہونے کی جگہ ہے۔ ذبح کے حوالے سے صحیح بات یہی ہے کہ دونوں رگیں، حلق، مجری الطعام ان کا کاٹنا واجب ہے۔ اور جب یہ کٹیں گی تو ذبیحہ صحیح ہو گا۔ جانور کو باندھ کر قتل کرنے کے طریقے میں جانور کو بہت زیادہ تکلیف پہنچتی ہے اور اس کی موت کا سبب بنتا ہے۔ اسلام نے حرام قرار دیا ہے انسانوں کے لیے کہ وہ جانوروں، چوپایوں کو باندھ کر رکھیں، ان کو تکلیف دینے کے لیے نشانہ بازی کریں۔ اسی طرح جانوروں کا کوئی جز کاٹنا منع ہے۔ یہ تمام چیزیں اسلام میں حرام ہیں۔

مختصرا یہ کہ آلۂ ذبح دانت اور ناخن نہ ہوں۔ مزید یہ کہ آلۂ ذبح خنزیر، گھریلو گدھے، خون خوار چوپائے، خون خوار پرندے، اور انسان کی ہڈی سے نہ بنایا گیا ہو کیونکہ ان کے ساتھ جو بھی جانور ذبح یا نحر کیا جائے گا وہ حلال نہیں ہے۔ بلکہ وہ مردار اور حرام ہے۔ اگر اس نے ہاتھی دانت سے نیزہ یا تیر بنالیا یا چھری بنائی اس سے ذبح کیے ہوے کو بھی کھانا حلال نہیں کیونکہ یہ دانت ہے۔ جس طریقے سے بھی ذبح کے وقت حیوان کو بلاضرورت زائد تکلیف دی جائے گی وہ طریقہ مکروہ قرار پائے گا۔ مسلمان کیلیے مستحب بات یہ ہے کہ وہ ان امور کی ادائیگی پر حرص کرے چاہے وہ ذبح سے پہلے ہوں، درمیان میں ہوں ،اور بعد میں جن کے اندر حیوان کے ساتھ نرمی والا معاملہ بھی ہو اور عدم ایذا اوالا بھی۔ اور ان سب امور کی ہمیں شریعت اسلام میں بڑی وضاحت ملتی ہے۔

تجاویز وسفارشات:

- طرق ذبح کے اسلامی طریقے کو سمجھانے کے لئے سیمینار منعقد کیے جانے چاہیں۔
- ذبح کے آداب و مکروہات کے حوالے سے قصاب حضرات کو کورس کروائے جانے چاہیں۔ تا کہ منکا توڑنا اور حرام مغز کی بتی کاٹنے کے قبیح عمل سے بچا جا سکے۔ نیز ذبح کرنے کے اسلامی طریقے کے حوالے سے قصاب حضرات کی تربیتی ورکشاپس منعقد کی جانی چاہیں۔
- اونٹ کے نحر کرنے کے اسلامی طریقے کو رواج دینا چاہیے تا کہ رسول اللہ ﷺ کی سنت مبارکہ کو زندہ رکھا جا سکے۔ نیز ما قبل ذبح جانوروں کو بے ہوش کرنے کی حوصلہ شکنی کرنی چاہیے۔
- طرق ذبح کو شریعت کے دائرے میں رکھنے کے لیے سخت سے سخت اقدامات کیے جائیں اور ان طریقوں کو نہ اپنانے کی صورت میں سزائیں مقرر کی جائیں۔
- مذبح خانوں کی نگرانی کے لیے محتسب کا نظام قائم کیا جائے جو کہ طرق ذبح کی نگرانی کرے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial-ShareAlike 4.0 International (CC BY-NC-SA 4.0)